گئی ہے ، جس کے باہر کی طرف تو رحمت نظر آتی ہے ' لیکن اس کے اندر کی طرف ظلم و عذاب ہے ۔ ان مسلمان اقلیتوں کو شکلاً اور قانوناً تو اہل وطن میں سے شمار کیا جاتا ہے ، لیکن وہ ان حقوق سے محروم ہیں - جو انہیں بحیثیت اقلیت کے ملنے چاہیں - ان سے قطع نظر بعض ایسی مسلمان قومیں بھی ہیں ' جو اپنے وطن سے نکال دی گئی ہیں ۔ اور ان کی سر زمین دنیا جہان سے آنے والوں کی نو آبادی بن گئی ہے - میری مراد اس سے فلسطین ہے -

اسی طرح کی ایک مثال کشمیر کی ہے ۔ اس سر زمین کو بھی خود اپنے مستقبل کے فیصلہ کرنے کا حق ملنا چاہئے تھا ۔ لیکن اسے زبردستی ایک ایسی حکومت کے تحت رکھا گیا ہے ' جس سے وہ خوش نہیں -

جزیرہ قبرص میں مسلمان بیس فی صد ہیں ۔ اور وہاں کی یونانی اکثریت بشپ مکاریوس کی زیر قیادت انہیں مٹانے پر تلی ہوئی ہے - ارتیریا کے مسلمانوں پر حبشہ کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں خود حبشہ میں اگرچہ مسلمان اکثریت میں ہیں - لیکن ان کے ساتھ اقلیت کا سا سلوک ہوتا ہے ۔ حبشہ کی پارلیمنٹ میں کوئی ایک سو ستر کے قریب نشستیں ہیں - لیکن ان میں مسلمانوں کی کل پینتالیس نشستیں ہیں ہندوستان کی مسلم اقلیت کو گو دستوری و قانونی طور پر تو تمام حقوق حاصل ہیں - لیکن آئے دن وہ فرقہ پرست متعصب ہندوؤں کے مظالم کا نشانہ بنتے رہتے ہیں - پھر انہیں ان کے ثقافتی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے ۔ اور ان کی ملی زبان اردو کو سرکاری حیثیت نہیں دی گئی ۔

اس اسلامی تحریک کا ' جس کی یہاں اس بلد امین میں رابطہ اسلامی نمائندگی کرتا ہے ' سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ وہ اس بات پر زور دے کہ ہر مسلمان قوم کو اپنے مستقبل کے فیصلے کا حق حاصل ہونا چاہئے اور اسے یہ اختیار ملنا چاہئے کہ وہ جس طرز حکومت اور اقتصادی اور اجتماعی نظام کو اپنے لئے پسند کرے ، اسے اپنائے ۔

مسلمان کبھی بھی کسی ایسے نظام کو نہیں مانیں گے ' جس سے اللہ راضی نہ ہو اور وہ عدل و انصاف کے ان اصولوں سے موافق نہ ہو جو احکام قرآن میں بتائے گئے ہیں -

استاد عبداللہ عریف

صدر بلدیہ مکہ معظمہ

"یہ وہ جگہ ہے، جہاں سے اسلام کا عظیم سرچشمہ پھوٹا ۔ تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد اس کا فیض پورے جزیرہ عرب پر محیط ہوگیا ۔ پھر وہاں سے نکل کر اس نے حیرت انگیز سرعت سے ایشیا اور افریقہ کے وسیع و عریض علاقوں کو اپنے دامن میں لے لیا ۔ وہاں سے وہ یورپ تک پہنچ گیا ۔ اور اس طرح ایک سو سال سے بھی کم مدت میں وہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے قیام کا باعث بنا۔

اسلام کے اس سرعت سے پھیلنے کا ایک سبب تو خود اس دین حنیف کی یہ فطری خصوصیت ہے کہ اس میں حرج اور تنگی نہیں اور دوسرے یہ مشتمل ہے ان امور پر جن میں کہ انسانی نفوس کی بیماریوں کا علاج ہے، یہاں ہمیں دو چیزوں میں فرق کرنا ہوگا ۔ ایک تو اسلام کا بحیثیت دین حنیف کے پھیلنا ہے ۔ اور دوسرے اسلامی حکومت کا قیام اور پھیلاؤ ہے ۔ یاد رہے یہ دو چیزیں ہمیشہ ایک ساتھ نہیں رہیں ۔

عروج و زوال کے اسباب

اگر ہم امت اسلامیہ کے ابتدائی حالات سے لے کر اس وقت وہ جس حالت کو پہنچی ہے، اس پر ایک نظر ڈالیں، تو ہم یہ دیکھیں گے کبھی تو یہ امت بڑی جرأت و ہمت سے اس رفتار سے آگے بڑھی ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ اور کبھی اس کی رفتار میں تذبذب اور اضطراب پیدا ہوگیا، عہد گذشتہ کے اسلامی تاریخ کے ان آثار کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کس طرح جدوجہد اس امت کی نشاط کار کو ابھارتی اور اس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتی رہی اور کیسے دوسروں پر تکیہ کرنا اور

آرام طلبی گم نامی اور زوال کا باعث بنی - آج جو ہم امت اسلامیہ میں نئے سرے سے حرکت و عمل اور حریت و آزادی دیکھ رہے ہیں' تو یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس میں آرام و مصائب کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہے -

چند حقائق

حضرات افاضل! میرے کانوں میں الامام شیخ محمد عبدہ کے یہ کلمات ہمیشہ گونجتے رہے ہیں کہ '' الاسلام محجوب باھلہ '' (اسلام کو حجاب میں رکھنے والے خود مسلمان ہیں) آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس سلسلے میں چند حقائق آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آج جب ہم اپنے اوپر نظر ڈالتے ہیں' تو ان حقائق سے ہمیں لا محالہ سبق لینا ہوگا - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ''

(۱) تاریخ بڑی وضاحت سے ہمیں یہ بتاتی ہے کہ امت اسلامیہ کا اس وقت سے زوال شروع ہوا' جب اس نے اپنے پیغام کو بھلا دیا اور اس کا اپنی اقدار عالیہ پر ایمان نہ رہا - یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی قوم نہ تو ماضی قریب میں اور نہ ماضی بعید میں اس وقت تک اوپر نہیں اٹھی' جب تک وہ کسی عقیدے پر ایمان نہیں لائی - ہم مسلمانوں کو اپنے جدید معاشرے کے لئے کسی اور عقیدے کی ضرورت نہیں - ہمارا عقیدہ وہی ہے ، جسے رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے تھے ، اور اگر ہم اسے از سر نو جلادیں' اوراس پر صدیوں سے نکبت و ادبار کی گردوغبار کی جو تہیں جم گئی ہیں ' انہیں ہٹا دیں ' تو یہ انسانیت کے لئے بہترین ہدایت ہے اور یہ حق ، خیر اور جمال کا راستہ ہے -

عرب اسی پیغام کے علم بردار بن کر جزیرہ عرب سے نکلے تھے - اگر انہیں اس پیغام پر ایمان نہ ہوتا اور یہ پیغام ایک عقیدے کے طور پر ان کے نفوس میں گھر نہ کر چکا ہوتا اور وہ اسے پوری طرح سمجھے نہ ہوتے ، تو نہ تو وہ ایک عظیم اسلامی امت کی تشکیل کر سکتے اور نہ وہ اس شاندار تہذیب

کو ہی جنم دے سکتے جو انسانی تہذیب میں نفیس ترین اضافہ تھا - یہ پیغام اسلام تھا ، جو مشتمل ہے ایک طرف فضائل انسانی کے نادر مجموعے پر اور دوسری طرف جامع ہے ایسی اقدار عالیہ کا کہ اس سے پہلے کوئی قوم ان پر ایمان نہیں لائی -

(۲) ہمارے ہاں اس وقت بیداری کی جو رو ہے ، وہ ہماری اسلامی زندگی ہی کی جو اب تک اپنی بعض خصوصیات اور اساسی اوصاف کو قائم رکھے ہوئے ہے ؛ ایک تجدیدی لہر ہے لیکن آج وہ زمانہ نہیں جس میں کہ ہماری امت کی شروع میں نشو و نما ہوئی تھی - اور وہ حالات ہیں، جو ان حالات سے بالکل مختلف ہیں جن میں کہ اس کی پہلی ترقی کی ابتدا ہوئی تھی - اس کا قدرتی نتیجہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنی موجودہ دعوت کو اپنی نئی زندگی اور دنیا کے ترقی پذیر معاشروں کے حالات و ظروف کے مطابق بنائیں - اس کے لئے صالح ترین طریقہ اختیار کریں اور جس شکل میں ہمیں دعوت دینی ہے - اس کی ترتیب میں حکمت سے کام لیں - ہمیں اپنی رفتار ترقی میں اس امر کا خاص خیال رکھنا ہے کہ قوموں کا قافلہ جو علوم و فنون میں بہت آگے بڑھ گیا ہے ، اس سے ملنا ہے اور حکمت و فکر اور علوم و فنون کے خزانوں میں پچھلی کئی صدیوں میں جو مال و متاع جمع ہو گیا ہے اسے حاصل کرنا ہے -

علاوہ ازیں یہ جو ثقافت کے مختلف انواع اور مختلف ناموں کے آلات و وسائل ہیں ، ان سے بلا جدل و نزاع ہمیں استفادہ کرنا ہے - اور پیداوار کی مختلف شاخوں اور اپنی ثروت کی افزائش کے مختلف شعبوں میں ہمیں نئے اسلوب اور طریقے اختیار کرنا ہوں گے - کیوں کہ محنت سے زیادہ سے زیادہ کام لینے اور کم سے کم محنت کر کے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے میں انسانی عقل جو کچھ کر سکتی تھی ، یہ اس کی انتہا ہیں - بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہمارے اندر جو بھی ذہانت اور عبقریت ہے ، اس سے نئے اسلوبوں اور طریقوں کو ترقی دینے کا کام لیں تاکہ ہم موجودہ تہذیب میں ایسے اسلوبوں اور طریقوں کا اضافہ کر سکیں جو مزید فلاح و بہبود ، سعادت اور آسودگی و فارغ البالی کا باعث ہوں -

(۳) ہمیں چاہیئے کہ ہماری زندگی کے بعض جو حقائق ہیں ، انھیں نہ بھلائیں اور بڑی صراحت سے ان کا مقابلہ کریں - کیونکہ حقائق کے انکار سے زندگی کے معرکے میں کچھ فائدہ نہیں پہنچتا - آج امت اسلامیہ میں لاکھوں کروڑوں ایسے افراد ہیں' جو جاہل ہیں - اور جس ملک و قوم میں جہالت عام ہو ' وہ ترقی نہیں کر سکتی - اسی طرح اُمت اسلامیہ میں لاکھوں کروڑوں بیمار و کمزور ہیں - اور ان کے ہوتے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی - اُمت اسلامیہ کو تعمیر و اصلاح کے لئے زبردست جد و جہد کی ضرورت ہے - ایسے ہی ہمارے ہاں پرانی عادات اور بے کار توہمات کا تہ بہ تہ ملبہ جمع ہے اور وہ بری طرح نفوس کی خرابی اور اعلیٰ قدروں کی تخریب کا باعث بن رہا ہے - اور کوئی قوم جب تک کہ اس کے افراد میں مساوات نہ ہو - وہ اقدار عالیہ نہ رکھیں اور ان کے درمیان باہم کامل اعتماد نہ ہو ، ترقی نہیں کرسکتی- ہماری دعوت صرف دینی دعوت نہیں ہونی چاہئے- اس کے لئے خود ہمیں اپنے آپ سے جہاد کرنا ہوگا - اور یاد رہے کہ جنگ کے میدانوں سے کہیں وسیع تر وہ میدان ہیں ' جہاں ہمیں خود اپنے آپ سے جہاد کرنا ہے - اور کہیں زیادہ مال و دولت اور اپنی محنت و جد و جہد کی قربانی دینا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تمام میدانوں میں زبانی دعوت کی منزل سے عمل کی منزل میں آئیں - اور آپ کا یہ رابطہ اسلامی اس بارے میں پہل کرے -

یہ جو کچھ میں نے اوپر کہا ہے ' اس کی مثالیں دینے کے لئے مجھے دور نہیں جانا پڑے گا - ہم سب حج میں موجود تھے- اور ہم سب نے لاکھوں مسلمانوں کو جو مختلف اقوام اسلامی کی نمائندگی کرتے ہیں ' دیکھا ہے - ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد کا حج سے متعلق دینی شعائر تک سے جاہل ہونا - اس سے آپ میں سے اکثر کو بڑا دھکا لگا ہوگا - اسی طرح آپ کو حج پر آنے والوں کی ایک بڑی کثرت کے ضعف شدید اور اس حد تک تنگ دستی سے بھی کہ وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر بھیک مانگتے ہیں ، بڑا دھکا لگا ہوگا - اور شاید اکثر حجاج کی ان چیزوں سے جنہیں عام طور پر معمولی آداب و قواعد اور صحت و صفائی کے طریقے کہتے ہیں ' بے پروائی سے بھی آپ حضرات کو بڑا صدمہ پہنچا ہوگا - ہزاروں حجاج دیکھ رہے ہوتے ہیں اور وہ پینے کے پانی کی

ٹونٹیوں کے نیچے استنجا کرتے ھیں - اور وضو سے قبل استنجا کے بہانے ان کے ارد گرد پیشاب کرتے اور حاجات ضروریہ سے فارغ ھوتے ھیں - ان میں ایسے بھی ھیں ، جو کھڑے ھو کر ننگے نہاتے ھیں - اور دیکھنے والے انہیں دیکھ رہے ھوتے ھیں -

ان میں ایسے بھی کچھ کم نہیں جو بغیر سوچے سمجھے ہر طرح کی غلاظت اور کوڑا کرکٹ میدانوں ' بازاروں میں خیموں کے درمیان ، راستوں اور سڑکوں میں پھینکتے ھیں - اور اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس سے لوگوں کو کتنی ایذا پہنچے گی اور کس قدر بدبو پیدا ھوگی اور مکھیاں پھیلیں گی- پھر آپ حضرات اس کا بھی خیال فرمائیں کہ کس طرح راستوں میں اور لگے ھوئے خیموں کے درمیان قربانیاں کی جاتی ھیں اور ان کا گوشت یوں ھی پڑا رہنے دیا جاتا ھے - نہ وہ فقیروں کو پہنچتا ھے نہ محتاجوں کو - بلکہ ان کا خون ' ان کی او جھریاں اور ان کا گوشت ان کے سامنے ھی سڑتا ھے - اس میں شک نہیں کہ یہ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اسلام کے تقاضوں اور مطالبات سے دور ھیں ان سے حجاج کے آرام و آسائش میں خلل واقع ھوتا ھے- مقامات مقدسہ میں صفائی و لطافت نہیں رہتی - اور صحت عامہ پر ان کا بہت برا اثر پڑتا ھے - قطع نظر اس کے کہ حجاج بیت الحرام کی خدمت کے سلسلہ میں حکومت سعودی عرب جو کوششیں کرتی ھے ، وہ سب ضائع جاتی ھیں -

بے شک ان امور کا تدراک خود حجاج کے اپنے ھاتھ میں ھے- اور مسلمانوں میں سے روشن خیال اور بیدار مغز افراد کا فرض ھے کہ وہ اپنے اپنے ھاں اپنے اھل وطن کو ان امور سے آگاہ کریں انہیں دینی تربیت دیں اتنے بڑے اجتماع میں ان کا کیا رویہ ھو ، اس بارے میں ان کے اندر شعور پیدا کریں اور فریضہ حج کو ان معنوں میں کہ اسے وھی ادا کریں' جن میں اس کی استطاعت ھے ' نیز صحت اور مادی اعتبار سے بھی سہل و آسان بنائیں -

(۴) جب سے کہ المواطن (ھم وطن) فیصل بن عبد العزیز برسر اقتدار آئے ھیں - مملکت میں جو کام تکمیل کو پہنچے ھیں ، میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا - میں نے فیصل بن عبد العزیز کو المواطن کہا ھے -

میں انہیں الملک (بادشاہ) نہیں کہتا اور نہ صاحب الجلالہ" (ھز مجسٹی) ۔ بے شک ہم نے ان کی امارت و ولایت کی جو بیعت کی ھے، تو ایک ایسے شخص کی بیعت کی ھے ۔ جو ھمارے والی و امیر ھونے کے حیثیت میں ، ھمارے اسلامی شعائر کی خدمت اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی ھدایت کے مطابق ھمارے ملک اور دوسرے عربی و اسلامی ملکوں میں عدل اجتماعی کے قیام کے لئے صالح ترین اسلامی شخصیت ھیں ۔ اس سلسلہ میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام کی تعمیر پر پچاس کروڑ ریال صرف ھوئے ھیں اور جب سے کہ فیصل بن عبد العزیز نے رئیس الوزراء کی حیثیت سے اقتدار کی ذمہ داری سنبھالی ھے ، مکہ مکرمہ کی سڑکوں اور بازاروں پر پچیس کروڑ ریال صرف ھو چکے ھیں ۔ اس کے علاوہ ایسی اور ان سے بھی زیادہ تعمیرات مملکت کے تمام شہروں اور بستیوں میں ھوئی ھیں ۔

(۵) جب کہ اللہ کی کتاب تمام مسلمانوں کی کتاب ھے اور اسلامی فرقوں کے مذاھب کا جوھر اصلی توحید ھے تو اس امر کی پوری توقع ھے کہ تمام مسلمان اپنے دینی و دنیوی امور کی اصلاح کے لئے باھم تعاون کریں گے ۔ اور ان کا یہ تعاون برابر رھے گا یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ پورا ھو اور اس کے نور کا لوگوں کے لئے اتمام ھو جائے ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ